سوال

کیا طلاق کی قسم اٹھانی حرام ہے، کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور دورو و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

غیر اللہ کی قسم اٹھانی برائی ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے بھی قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے"

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے بھی غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر یا شرک کیا"

یہ حدیث صحیح ہے

اور ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں"

اور ایک حدیث میں فرمان نبوی علیہ السلام ہے :

" تم اپنے باپوں اور ماؤں اور شریکوں کی قسم مت اٹھاؤ اور اللہ کی قسم بھی اس وقت اٹھاؤ جب تم سچے ہو"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تو یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم نہ اٹھائی جائے چاہے وہ کوئی بھی ہو، اس لیے نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اٹھانی جائز ہے، اور نہ ہی کعبہ کی اور نہ امانت کی اور نہ ہی کسی شخص کی زندگی کی، اور نہ کسی کے مقام و مرتبہ کی، یہ سب جائز نہیں؛ کیونکہ صحیح احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے

مشہور امام ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ نے اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانی جائز نہیں، اس لیے مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے

رہی طلاق تو حقیقت میں یہ قسم نہیں، اگرچہ فقہاء نے اسے قسم کا نام دیا ہے، لیکن یہ اس جنس سے نہیں، طلاق کی قسم کا معنی یہ ہے کہ اس کو کسی وجہ پر معلق کرنا یعنی ابھارنے یا منع کرنے یا تصدیق یا تکذیب پر، مثلا اگر کوئی کہے :

اللہ کی قسم میں نہیں اٹھوں گا، یا اللہ کی قسم میں فلان سے بات نہیں کرونگا، تو اسے قسم کا نام دیا جاتا ہے

اور اگر کہے کہ : مجھ پر طلاق میں کھڑا نہیں ہوونگا، یا مجھ پر طلاق میں فلان سے کلام نہیں کرونگا، تو اسے اس حیثیت سے قسم کہا جاتا ہے، یعنی اس میں جو ابھارا گیا ہے یا منع کیا گیا ہے یا تصدیق یا تکذیب ہے اس کی بنا پر اسے قسم کہا گیا ہے

اوراس میں غیر اللہ کی قسم نہیں، اس نے تو یہ کہا ہے کہ طلاق کی قسم میں ایسا نہیں کرونگا، یا طلاق کی قسم میں فلان سے کلام نہیں کرونگا، تو یہ جائز ہے

لیکن اگر اس نے کہا کہ:

مجھ پر طلاق میں فلان سے کلام نہیں کرونگا، یا مجھ پر طلاق تم ایسے ایسے نہیں جاؤگی، یعنی اس کی بیوی، یا مجھ پر طلاق تم ایسے ایسے سفر نہ کرو، تو یہ معلق طلاق ہے، اسے قسم اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ابھارنے یا منع کرنے یا تصدیق یا تکذیب کرنے میں قسم کے حکم میں ہے

اس میں صحیح یہ ہے کہ اگر اس سے بیوی کو یا اپنے آپ کو روکنا یا کسی دوسرے کو اس چیز سے روکنا مراد ہو جس پر قسم اٹھائی جارہی تو اس کا حکم قسم والا ہوگا، اور اس میں قسم کا کفارہ ہے

اس میں ہمارے قول کی مخالفت و تناقض نہیں کہ غیر اللہ کی قسم جائز نہیں، کیونکہ یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز، چنانچہ غیر اللہ کی قسم مثلا کوئی کہے: لات اور عزی کی قسم، اور فلان کی قسم اور فلان کی زندگی کی قسم، تو یہ غیر اللہ کی قسم ہے

لیکن یہ تو معلق طلاق ہے نہ کہ حقیقی معنی میں غیر اللہ کی قسم، لیکن اسے روکنے اور تصدیق کرنے اور تکذیب کرنے کے اعتبار سے ایک معنی میں قسم ہے

اس لیے اگر وہ کہے کہ: اس پر طلاق وہ فلان سے کلام نہیں کریگا، تو گویا اس نے یہ کہا ہے: اللہ کی قسم میں فلان سے کلام نہیں کرونگا

یا پھر یہ کہے: مجھ پر طلاق تم فلاں سے کلام نہیں کروگی یعنی وہ اپنی بیوی سے مخاطب ہے گویا کہ وہ اسے کہہ رہا ہے کہ اللہ کی قسم تم فلاں سے کلام نہیں کروگی

اس لیے جب اس طلاق میں خلل حاصل ہو اور قسم ٹوٹ جائے تو صحیح یہ ہے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دے گا، یعنی اگر اس نے بیوی یا اپنے آپ کو روکنے کا قصد کیا اور طلاق مقصد نہ تھا تو اسے قسم کا حکم حاصل ہے

اس نے تو اس چیز سے روکنے کی نیت کی تھی اپنے آپ کو روکنے کی یا پھر اپنی بیوی کو اس فعل سے منع کرنے کی، یا اس کلام سے روکنے کی، تو اس کلام کو بعض اہل علم کے ہاں قسم کا حکم حاصل ہے، اور یہی صحیح ہے، اور اکثر کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے

لیکن اہل علم کی ایک جماعت کے ہاں اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور صحیح بھی یہی ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم اور سلف رحمہ اللہ کی ایک جماعت کا اختیار بھی یہی ہے؛ کیونکہ ابھارنے یا منع کرنے یا تصدیق و تکذیب کے اعتبار سے اسے قسم کا معنی حاصل ہے

اور اسے غیر اللہ کی قسم کی تحریم کا معنی حاصل نہیں کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم نہیں، بلکہ یہ تو تعلیق یعنی معلق کرنا ہے، اس لیے ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے والله اعلم " انتہی

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ

الاسلام سوال و جواب

134281